پیامِ رحمت

شاعر آلِ محمد سید نواب افسرؔ لکھنوی

لب تو کیا ذہن میں بھی جب ترا نام آیا ہے
با ادب روح کی جانب سے سلام آیا ہے

جلوۂ طور نے پہنا ہے حقیقت کا لباس
بن کے محبوب خدا حسن تمام آیا ہے

کل جو تھا عالم محسوس کی سرحد کے اُدھر
آج وہ مہر درخشاں سرِ بام آیا ہے

مل گئے سرحدِ واجب سے ترقی کے قدم
کب فرشتوں کو یہ انداز خرام آیا ہے

اللہ اللہ بشر آج کہاں جا پہنچا
عظمتیں کرتی ہیں سجدے وہ مقام آیا ہے

آج ظاہر ہوا معیار کمالِ ممکن
آج انساں کو فرشتوں کا سلام آیا ہے

سب سے اول ہے جو پروردۂ ناز فطرت
سب سے آخر میں وہی نرم خرام آیا ہے

اک سکوں ایک تسلی سی ہے محسوس ضمیر
آپ آئے ہیں کہ رحمت کا پیام آیا ہے

راہ عرفاں نہ کبھی ذہن کو ملتی افسرؔ
اک حقیقت کا تصور ہے جو کام آیا ہے

نعتِ نبیؐ

ڈاکٹر عظیم امروہوی صاحب

مرتبہ فہم کی منزل سے ہے اعلیٰ تیرا
طائرِ فکر نہ چھو پائے گا رُتبہ تیرا

صرف انسان ہی پڑھتے نہیں کلمہ تیرا
اس کا قرآن بھی ہے ایک قصیدہ تیرا

تب ادا فکر کرے گی خود عقیدت کی نماز
جب بچھائے گی فضائل کا مصلّٰی تیرا

تیرے انوار کی بارش تو ہے کُل عالم میں
صرف کہنے کو یہ مکّہ، یہ مدینہ تیرا

تو مسیحا کا مسیحا ہے نہیں شک اس میں
عرش پر بھرتے ہیں دم اب بھی مسیحا تیرا

جب بھی لب کھولے تو مرضیِ خدا سے کھولے
اس لئے ملتا ہے قرآن سے لہجہ تیرا

اس کے دامن پہ فرشتے بھی پڑھیں آ کے نماز
جس کو تھوڑا سا بھی آجائے قرینہ تیرا

چاند سورج نے مسرت سے بچھائی آنکھیں
کہکشاں خوش ہے کہ وہ بن گئی رستہ تیرا

انگلیاں ہی نہیں وہ ہاتھ قلم کر لیتی
دیکھ لیتی کہیں جلوہ جو زلیخا تیرا

کربلا کی جو ہوا خاک پہ زیر خنجر
شکلِ شبیرؑ میں وہ بھی تو ہے سجدہ تیرا

ہے ضروری تری سیرت پہ دکھائے چل کر
جس کو دعویٰ ہو کہ ہے چاہنے والا تیرا

زندگی میں بھی ہے پہچان وسیلے سے ترے
کام محشر میں بھی آئے گا وسیلہ تیرا